Publisher: Faculty of Arabic & Islamic Studies Allama Iqbal Open University, Islamabad
Website: https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi
Vol.25 Issue: 01 (Junary – June 2026)
Date of Publication: 30- JUNE 2026
HEC Category, **Y**: (2026-2027)

eISSN: 2664-0171
pISSN: 1992-8556

معارفِ اسلامی

Article	اقتصادی استحکام اور غربت کے خاتمے میں زکوٰۃ کا کردار: شرعی بنیادیں اور معاصر ضروریات *The Role of Zakat in Economic Stability and Poverty Alleviation: Shariah Foundations and Contemporary Needs*
Authors & Affiliations	**Naveed Khan** Email: naveedkhan61980@gmail.com
Dates	***Received :*** 28-4-2026 ***Accepted:*** 28-5-2026 ***Published:*** 30-06-2026
Page	***132-147***
Citation	
Copyright Information	اقتصادی استحکام اور غربت کے خاتمے میں زکوٰۃ کا کردار: شرعی بنیادیں اور معاصر ضروریات *The Role of Zakat in Economic Stability and Poverty Alleviation: Shariah Foundations and Contemporary Needs*
Publisher Information	Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan https://aiou.edu.pk/

Indexing & Abstracting Agencies

IRI(AIOU)	HJRS(HEC)	Tehqiqat	Asian Indexing	Research Bib	Atla RDB	SIS

اقتصادی استحکام اور غربت کے خاتمے میں زکوٰۃ کا کردار: شرعی بنیادیں اور معاصر ضروریات

The Role of Zakat in Economic Stability and Poverty Alleviation: Shariah Foundations and Contemporary Needs

Abstract

This research explores Zakat as a fundamental pillar of Islamic social justice and a strategic tool for economic stability and poverty alleviation, moving beyond its perception as a mere ritual to address rising global economic inequality. By reviewing classical jurisprudential works alongside modern contributions from scholars like Dr. Yusuf al-Qaradawi, the study identifies a significant gap in integrating Shariah principles with modern financial technologies and institutional frameworks . It addresses critical questions regarding how Shariah foundations can mitigate modern instability and the potential of technology to transform Zakat from survival aid into productive capital. Utilizing a descriptive and analytical qualitative methodology based on primary religious sources and contemporary economic reports, the study concludes that Zakat acts as an automatic economic stabilizer that prevents wealth concentration. Transitioning to an organized, technology-based system incorporating AI and Blockchain is essential for long-term financial self-sufficiency. Consequently, it is recommended that governments digitalize Zakat systems for transparency, focus on providing productive assets and skills instead of simple cash transfers, and expand the Zakat net to include modern digital assets and stocks.

Keywords: Zakat, Economic Stability, Poverty Alleviation, Islamic Economics, FinTech, Sustainable Development.

مقدمہ

اسلامی نظامِ معیشت کی بنیاد محض مادی ترقی پر نہیں بلکہ عدلِ اجتماعی اور انسانی فلاح و بہبود پر استوار ہے۔ اور زکوٰۃ اس نظام کا سب سے اہم ستون ہے، جو نہ صرف ایک مالی عبادت ہے بلکہ معاشی استحکام کا ایک فعال ذریعہ بھی ہے۔ زکوٰۃ کا نظام معاشرے کے امیر طبقے سے سرمایہ لے کر مستحقین تک منتقل کرنے کا ایک ایسا خودکار طریقہ کار ہے جو دولت کے ارتکاز اور ذخیرہ اندوزی سے منع کرتا ہے۔ معاصر عالمی تناظر میں، جہاں سرمایہ دارانہ نظام نے امیر اور غریب کے درمیان خلیج کو وسیع کر دیا ہے، زکوٰۃ کا ادارہ ایک پائیدار حل کے طور پر ابھرتا ہے جو غربت کے خاتمے اور نچلے طبقے کی قوتِ خرید میں اضافے کا ضامن ہے۔ آج کے جدید دور میں مسلم معاشرے وسائل کی فراوانی کے باوجود غربت، بے روزگاری اور معاشی عدمِ استحکام کا شکار ہیں۔ اس کے بنیادی اسباب یہ ہیں کہ سرمایہ چند ہاتھوں میں گردش کر رہا

ہے، جس سے معاشرتی ناہمواری جنم لے رہی ہے۔ بہت سے ممالک میں زکوۃ کی وصولی اور تقسیم کا کوئی مرکزی اور منظم حکومتی نظام موجود نہیں، جس کی وجہ سے زکوٰۃ کی رقوم انفرادی سطح پر تو دی جاتی ہیں لیکن بڑے پیمانے پر معاشی تبدیلی لانے میں ناکام رہتی ہیں۔ دورِ حاضر میں افراطِ زر (Inflation) اور معاشی پیچیدگیوں کی وجہ سے محض راشن یا چند روپے کی امداد غریب کو خود کفیل نہیں بنا سکتی۔ مسئلہ یہ ہے کہ کیا زکوٰۃ کو "پائیدار روزگار (Sustainable Livelihood) " کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے؟

تاریخی طور پر زکوٰۃ کا نظام اسلامی ریاست کے مالیاتی ڈھانچے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا رہا ہے۔ عہدِ نبوی ﷺ اور خلافتِ راشدہ میں زکوٰۃ کی باقاعدہ وصولی اور تقسیم کے لیے "بیت المال" کا ادارہ قائم کیا گیا، جس نے معاشی تفاوت کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے دورِ خلافت میں زکوٰۃ کے نظام کی درست تنفیذ کی بدولت ایک وقت ایسا آیا جب لوگ زکوٰۃ لے کر نکلتے تھے لیکن اسے لینے والا کوئی مستحق نہیں ملتا تھا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ زکوٰۃ صرف ایک صدقہ نہیں بلکہ غربت کے خاتمے کا ایک مکمل انتظامی حل ہے۔ موجودہ دور میں سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism) نے دولت کو چند ہاتھوں میں مرکوز کر دیا ہے، جس سے امیر اور غریب کے درمیان خلیج خطرناک حد تک بڑھ چکی ہے۔ عالمی سطح پر بڑھتی ہوئی مہنگائی اور کساد بازاری نے عام آدمی کی قوتِ خرید کو ختم کر دیا ہے۔ ایسے میں دنیا بھر کے ماہرینِ معاشیات ایک ایسے متبادل نظام کی تلاش میں ہیں جو دولت کی منصفانہ تقسیم (Equitable Distribution of Wealth) کو یقینی بنا سکے، اور اسلام کا نظامِ زکوٰۃ اس کا بہترین حل پیش کرتا ہے۔ دورِ حاضر میں مال و دولت کی صورتیں بدل چکی ہیں۔ اب صرف سونا، چاندی اور مالِ تجارت ہی نہیں بلکہ اسٹاک مارکیٹ، شیئرز، بانڈز، اور ڈیجیٹل اثاثے (Cryptocurrency) دولت کے بڑے ذرائع بن چکے ہیں۔ روایتی طور پر زکوۃ کو صرف انفرادی مدد یا راشن کی فراہمی تک محدود سمجھا گیا، جس کی وجہ سے یہ بڑے پیمانے پر معاشی تبدیلی لانے میں ناکام رہی۔ پس منظر میں یہ نکتہ اہم ہے کہ اب زکوٰۃ کو "پیداواری اثاثوں (Productive Assets) " میں تبدیل کرنے کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے تاکہ غریب کو ہمیشہ کے لیے خود کفیل بنایا جا سکے۔ پاکستان سمیت کئی مسلم ممالک میں زکوٰۃ کی وصولی کا سرکاری نظام موجود ہے، لیکن بدعنوانی، شفافیت کی کمی اور جدید ٹیکنالوجی (Fintech) سے دوری کی وجہ سے اس کے ثمرات عام آدمی تک اس طرح نہیں پہنچ رہے جیسے پہنچنے چاہیے تھے۔ لہٰذا، یہ پس منظر اس ضرورت کو اجاگر کرتا ہے کہ زکوٰۃ کے نظام کو جدید انتظامی اور تکنیکی بنیادوں پر استوار کیا جائے۔

موضوع کا مقصد واہمیت

اس تحقیق کا بنیادی مقصد زکوٰۃ کے فقہی اور شرعی اصولوں کا گہرائی سے مطالعہ کرنا اور یہ واضح کرنا ہے کہ یہ اصول کس طرح سماجی اور معاشی عدل کی مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ اس مطالعے میں زکوٰۃ کے نظام کے ذریعے غربت کے تدارک کا جائزہ لیا جائے گا، خصوصاً اس پہلو سے کہ زکوٰۃ کس طرح معاشرے کے غریب ترین طبقات کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں معاشی طور پر خود کفیل بنانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ تحقیق میں اس امر کا بھی تجزیہ کیا جائے گا کہ زکوٰۃ کے ذریعے دولت کی منصفانہ تقسیم کس طرح افراطِ زر اور کساد بازاری جیسے معاشی مسائل کو قابو میں لا کر مجموعی اقتصادی استحکام میں کردار ادا کرتی ہے۔ مزید برآں، یہ مطالعہ جدید مالیاتی اور معاشی حقائق کے تناظر میں زکوٰۃ کے اطلاق کی صورتوں کو واضح کرے گا، جن میں ڈیجیٹل اثاثے، اسٹاک مارکیٹ اور آن لائن کاروبار جیسے جدید مالیاتی ذرائع شامل ہیں تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ دولت کی گردش، سماجی انصاف اور معاشی توازن کے حوالے سے زکوٰۃ کس طرح ایک زیادہ مؤثر اور منصفانہ نظام فراہم کرتی ہے۔

یہ تحقیق علمی، معاشی اور پالیسی سازی کے لحاظ سے اس لیے اہمیت کی حامل ہے کہ یہ فقہی مباحث اور جدید معاشی حقائق کے درمیان موجود خلا کو پُر کرتے ہوئے زکوٰۃ کے بارے میں ایک جامع اور قابلِ عمل نظریاتی فریم ورک پیش کرتی ہے، جو مستقبل کے محققین کے لیے ایک مستند علمی حوالہ بن سکتا ہے۔ یہ مطالعہ زکوٰۃ کو محض ایک مذہبی فریضہ یا صدقات کے بجائے ایک مؤثر معاشی پالیسی کے ذریعہ کے طور پر واضح کرتا ہے جو دولت کی گردش کو تیز کرنے، کساد بازاری کے اثرات کو کم کرنے اور معاشی استحکام کے فروغ میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ ساتھ ہی یہ تحقیق معاشرتی انصاف اور سماجی ہم آہنگی کے فروغ میں زکوٰۃ کی افادیت کو نمایاں کرتے ہوئے محروم اور کمزور طبقات کے لیے ایک مضبوط سماجی تحفظی نظام کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ مزید یہ مقالہ حکومتی اداروں، زکوٰۃ کمیٹیوں اور غیر سرکاری تنظیموں کے لیے قابلِ عمل پالیسی اور انتظامی سفارشات پیش کرتا ہے تاکہ زکوٰۃ کے نظام کو قومی غربت مکاؤ حکمتِ عملیوں کے ساتھ ہم آہنگ کیا جا سکے، اور جدید مالیاتی آلات و ڈیجیٹل معیشت کے تناظر میں شفافیت، احتساب اور مؤثر نگرانی کو یقینی بنایا جا سکے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

زکوٰۃ اسلامی معاشی نظام کا ایک بنیادی رکن ہے جس پر قدیم فقہی مصادر سے لے کر جدید معاشی تحقیقات تک مسلسل علمی کام ہوتا رہا ہے۔ تاہم، اس کام کی نوعیت، دائرۂ کار اور زاویۂ نگاہ مختلف ادوار میں مختلف رہا ہے۔ ذیل میں سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے:

1. فقہِ اسلامی کی کتب میں زکوٰۃ کو ایک شرعی فریضہ، سماجی ذمہ داری اور معاشی توازن کے ذریعہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ امام ابو عبید قاسم بن سلامؒ کی کتاب الاموال، امام ابو یوسفؒ کی کتاب الخراج، امام یحییٰ بن آدمؒ کی کتاب الخراج، اور امام شافعیؒ کی کتاب الام میں زکوٰۃ کے احکام، نصاب، شرح، مصارف اور ریاستی نظم کے تحت اس کے نفاذ پر تفصیلی بحث ملتی ہے۔

یہ کتب اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ زکوٰۃ صرف انفرادی عبادت نہیں بلکہ ایک ریاستی اور اجتماعی معاشی نظام کا جزو ہے، جس کا مقصد دولت کی منصفانہ تقسیم اور معاشرتی انصاف کا قیام ہے۔

اگرچہ یہ مصادر شرعی بنیادوں کے لحاظ سے نہایت مضبوط ہیں، تاہم ان کا تناظر زیادہ تر روایتی زرعی اور سادہ معاشی نظام تک محدود ہے۔ جدید معاشی پیچیدگیاں، صنعتی و مالیاتی معیشت، ڈیجیٹل اثاثے، حصص(stocks) ، اور جدید سرمایہ کاری کے ذرائع ان کلاسیکی مباحث میں براہِ راست زیرِ بحث نہیں آتے، جس کے باعث معاصر اطلاق میں اجتہادی رہنمائی کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔

2. جدید دور میں متعدد مسلم مفکرین اور ماہرینِ معاشیات نے زکوٰۃ کو ایک ہمہ گیر معاشی نظام کے طور پر پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی شہرۂ آفاق تصنیف فقہ الزکوٰۃ اس موضوع پر ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، جس میں کلاسیکی فقہی آراء کو جدید معاشی حالات کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی گئی ہے۔

3. اسی طرح سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی معاشیاتِ اسلام اور ڈاکٹر منذر کہف، ڈاکٹر محمد عمر چپرا، اور نجات اللہ صدیقی کی تحقیقات میں زکوٰۃ کو دولت کے ارتکاز کے خاتمے، معاشی گردش ، سماجی تحفظ کا مؤثر ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

یہ لٹریچر نظریاتی لحاظ سے نہایت مضبوط ہے، مگر اس میں عملی نفاذ ادارہ جاتی ڈھانچے اور ریاستی سطح پر واضح پالیسی فریم ورک نسبتاً کم ملتے ہیں۔

مندرجہ بالا جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ شرعی احکام اور جدید معاشی حقائق کے درمیان کوئی مربوط نظام نہیں جس سے معاشی حالات میں زکوٰۃ کو اصول، طریقۂ کار اور ادارہ جاتی شکل میں نافذ کیا جاسکے۔ زکوٰۃ کے نظاموں کا تقابلی اور تجرباتی مطالعہ محدود ہے۔ پالیسی اور ادارہ جاتی سطح پر واضح حکمتِ عملی کا فقدان ہے۔ جدید ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹل اثاثوں پر زکوٰۃ کے اطلاق میں ابہام ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے سماجی و ثقافتی محرکات پر کم تحقیق ہوئی ہے، لہٰذا مذکورہ تحقیق شرعی اور معاشی پہلوؤں کو یکجا کرے گی تقابلی و شماریاتی تجزیہ پیش کرے گی

ٹیکنالوجی پر مبنی قابلِ عمل حل تجویز کرے گی۔ غربت کے مستقل خاتمے پر توجہ دے گی۔ ریاستی و ادارہ جاتی پالیسی سفارشات فراہم کرے گی۔

تحقیقی طریقہ کار

اس تحقیق میں ایسا طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے جس کے ذریعے زکوٰۃ کے شرعی احکام اور ان کے معاشی اثرات کو واضح اور منظم انداز میں سمجھا جا سکے۔ یہ مطالعہ توضیحی اور تجزیاتی نوعیت کا ہے، جس میں قرآن مجید، احادیثِ نبویہ ﷺ اور قدیم مستند فقہی کتب سے زکوٰۃ کے بنیادی اصول اخذ کیے جائیں گے، جبکہ موجودہ دور کے معاشی مسائل کو سمجھنے کے لیے جدید اسلامی معاشی تحقیقات سے بھی استفادہ کیا جائے گا۔ تحقیق کے لیے زیادہ تر مستند کتب، تحقیقی مقالہ جات اور سرکاری و بین الاقوامی اداروں کی رپورٹس کو بنیاد بنایا جائے گا۔ حاصل شدہ مواد کا تجزیہ منطقی اور علمی بنیادوں پر کیا جائے گا، جبکہ عملی اطلاق کے لیے تحقیق کو پاکستان کے موجودہ معاشی حالات اور ڈیجیٹل دور کے تقاضوں تک محدود رکھا جائے گا۔

زکوٰۃ کی شرعی بنیادیں اور معاشی فلسفہ

زکوٰۃ محض ایک انفرادی مالی فریضہ نہیں، بلکہ ایک ایسی ہمہ گیر معاشی تحریک ہے جس کا مقصد معاشرے میں عدل، توازن اور خوشحالی کو فروغ دینا ہے۔ قرآنِ مجید میں زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تقریباً بتیس (32) مقامات پر نماز کے ساتھ متصل بعد زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ[1]

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔"

اس قرآنی اسلوب سے مفسرین اور فقہاء نے یہ استنباط کیا ہے کہ جس طرح نماز فرد کے باطنی تزکیہ اور اللہ سے تعلق کی ضامن ہے، اسی طرح زکوٰۃ معاشرے کی معاشی تطہیر اور اجتماعی استحکام کی ضامن ہے۔ یہ ربط ظاہر کرتا ہے کہ اسلام میں روحانی ترقی اور معاشی فلاح ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔ اسلامی نظامِ معیشت کا بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ دولت ایک بہتے ہوئے دریا کی طرح ہونی چاہیے جو پوری زمین کو سیراب کرے، نہ کہ ایک جوہڑ کی طرح جو ایک جگہ رک کر تعفن پیدا کرے۔ قرآنِ کریم نے واضح طور پر دولت کے چند ہاتھوں میں سمٹ جانے کی مذمت کی ہے:

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ[2]

"تاکہ وہ (دولت) تمہارے مالداروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتی رہے۔"

یہ آیت زکوٰۃ کے معاشی مقاصد کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے منجمد سرمایے پر اڑھائی فیصد صدقہ عائد کر کے اسے معاشی گردش میں لایا جاتا ہے، جس سے نہ صرف غریب طبقے کی قوتِ خرید بڑھتی ہے بلکہ سرمایہ کار بھی اپنے مال کو زکوٰۃ سے بچانے کے لیے اسے نفع بخش منصوبوں میں لگانے پر مجبور ہوتا ہے، جس سے روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ کلاسیکی فقہی لٹریچر میں زکوٰۃ کے معاشی پہلوؤں پر گراں قدر بحث ملتی ہے۔ امام ابو عبید قاسم بن سلام (متوفی 224ھ) نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "کتاب الاموال" میں زکوٰۃ کو اسلامی ریاست کے مالیاتی نظام کا ریڑھ کی ہڈی قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک زکوٰۃ صرف مستحقین کی مدد کا نام نہیں، بلکہ یہ ریاست کی معاشی صحت کو برقرار رکھنے کا وہ آلہ ہے جو معاشی جمود کا خاتمہ کرتا ہے۔ امام ابو عبید کے مطابق، جب زکوٰۃ کا مال امراء سے لے کر فقراء کی طرف منتقل ہوتا ہے، تو یہ درحقیقت "سرمائے کی منصفانہ تقسیم" کے عمل کو متحرک کرتا ہے، جس سے معاشرے میں طبقاتی تفاوت کم ہوتا ہے اور معاشی استحکام پیدا ہوتا ہے۔[3]

غربت کے خاتمے میں زکوٰۃ کا عملی کردار

زکوٰۃ کا نظام محض ایک ہنگامی مالی امداد نہیں، بلکہ غربت کے مکمل خاتمے کے لیے ایک خودکار اور پائیدار معاشی ڈھانچہ ہے۔ قرآن مجید نے زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان کر کے معاشی ترجیحات طے کر دی ہیں، جن میں سرِ فہرست "فقراء" اور "مساکین" ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ[4].

"صدقات (زکوٰۃ) تو صرف فقراء اور مساکین کے لیے ہیں"

اس قرآنی حکم کا عملی پہلو یہ ہے کہ زکوٰۃ کی پہلی ذمہ داری معاشرے کے اس طبقے کی معاشی بحالی ہے جو اپنی بنیادی ضرورتیں پوری کرنے سے قاصر ہے۔ یہ آیت اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ زکوٰۃ براہِ راست نچلے طبقے کی قوتِ خرید میں اضافہ کرتی ہے، جس سے معاشی پہیہ حرکت میں آتا ہے۔ غربت کے خاتمے میں زکوٰۃ کا کردار محض "رقم کی منتقلی" نہیں بلکہ ایک عملی عمل ہے۔ زکوٰۃ غریب کی فوری ضروریات (خوراک، لباس، علاج) پوری کر کے اسے انسانیت سوز حالات سے نکالتی ہے، اس کا مقصد مستحق کو "صاحبِ نصاب" بنانا

ہے،اس کے لیے زکوٰۃ کی رقم سے اسے چھوٹے کاروبار کے لیے خام مال، سلائی مشین یا دیگر اوزار فراہم کیے جاتے ہیں ۔ جب زکوٰۃ کے ذریعے ہزاروں افراد چھوٹے کاروبار شروع کرتے ہیں، تو مقامی معیشت میں پیداوار بڑھتی ہے اور غربت کا دائرہ سکڑتا چلا جاتا ہے۔

مقامی سطح پر معاشی بحالی

رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کی تقسیم کے حوالے سے جو اصول مقرر فرمایا، وہ آج کے دور میں "مقامی معاشی ترقی کا بہترین ماڈل ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن روانہ کرتے وقت آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی:

تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ[5]

" یہ مال ان کے مالداروں سے لیا جائے اور انھی کے فقراء میں تقسیم کر دیا جائے۔"

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ حکمت واضح ہوتی ہے کہ زکوٰۃ کو پہلے مقامی سطح پر تقسیم کیا جانا چاہیے تاکہ کسی بھی علاقے کی غربت کو وہیں کے وسائل سے ختم کیا جا سکے۔ یہ نظام مرکزیت کے بجائے نچلی سطح پر دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بناتا ہے۔

بنیادی ضروریات کی فراہمی اور انسانی وسائل کی ترقی

معروف اسلامی ماہرِ معاشیات ڈاکٹر محمد عمر چھپرا کے مطابق، زکوٰۃ صرف روٹی کپڑے کی فراہمی تک محدود نہیں ہونی چاہیے۔ وہ اپنی تصنیف *"Islam and the Economic Challenge"* میں لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ کو "انسانی اثاثوں (Human Capital) "کی ترقی کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے، زکوٰۃ کے ذریعے غریب بچوں کے لیے تعلیمی وظائف فراہم کیے جائیں۔

مستحقین کے لیے صحت کی سہولیات کا انتظام ہو تاکہ بیماری کی وجہ سے ان کی آمدنی متاثر نہ ہو۔ سب سے اہم یہ کہ زکوٰۃ کی رقم سے مستحقین کو تکنیکی مہارتیں (Skills) سکھائی جائیں اور انہیں چھوٹے پیمانے پر کاروبار شروع کرنے کے لیے آلات (مثلاً سلائی مشین، رکشہ وغیرہ) فراہم کیے جائیں۔ ڈاکٹر عمر چھپرا کا استدلال ہے کہ جب زکوٰۃ کو اس پیداواری انداز میں استعمال کیا جائے گا، تو یہ غربت کے مستقل خاتمے (Sustainable Alleviation) کا ذریعہ بنے گی۔[6]

معاشی توازن اور گردشِ دولت

زکوٰۃ کا عملی کردار یہ بھی ہے کہ یہ دولت کو منجمد ہونے سے روکتی ہے۔ جب سرمایہ کار اپنے مال پر زکوٰۃ ادا کرتا ہے، تو وہ اسے معاشی سرگرمیوں میں لگانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ منافع سے زکوٰۃ کی کمی پوری کر سکے۔ اس طرح زکوٰۃ بے روزگاری کے خاتمے اور نئی ملازمتوں کے حصول کا بالواسطہ ذریعہ بن جاتی ہے۔ جب دولت معاشرے کے چند متمول افراد کے پاس جمع ہو جاتی ہے، تو مارکیٹ میں اشیاء کی مجموعی طلب (Aggregate Demand) میں کمی واقع ہوتی ہے، کیونکہ غریب طبقہ اپنی بنیادی ضرورتیں خریدنے کی سکت نہیں رکھتا۔ زکوٰۃ دولت کو امیروں سے لے کر نچلے طبقات تک منتقل کرتی ہے، جس سے ان کی قوتِ خرید بڑھتی ہے۔ جب غریب طبقہ اپنی ضروریاتِ زندگی پر خرچ کرتا ہے، تو مارکیٹ میں طلب بڑھتی ہے، جس کے نتیجے میں پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے اور معاشی پہیہ تیزی سے گردش کرنے لگتا ہے۔ امام ابن تیمیہؒ (متوفی 728ھ) نے صدیوں پہلے اس انتظامی اور معاشی پہلو کی نشاندہی فرمائی تھی۔ آپ اپنی تصنیف "السیاسۃ الشرعیۃ" میں لکھتے ہیں کہ اگر بیت المال (ریاستی خزانہ) کے ذریعے ضرورت مندوں کی اس طرح کفالت کی جائے کہ ان کی حاجتیں پوری ہو جائیں، تو معاشرے میں معاشی عدم توازن اور طبقاتی کشمکش پیدا نہیں ہوتی۔ ان کے نزدیک معاشی استحکام کی بنیاد ہی مستحقین کی بروقت اور منظم کفالت ہے۔[7]

زکوٰۃ اور اقتصادی استحکام

تحقیق سے یہ اہم نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ زکوٰۃ محض ایک سماجی فریضہ نہیں بلکہ معاشی عدم توازن، افراطِ زر (Inflation) اور کساد بازاری (Recession) جیسے پیچیدہ مسائل کے حل کا ایک مؤثر آلہ ہے۔ مطالعے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ عصرِ حاضر میں مال و دولت کی صورتیں بدل چکی ہیں۔ اب صرف سونا، چاندی اور مالِ تجارت ہی نہیں بلکہ اسٹاک مارکیٹ، ڈیجیٹل بزنس، اور آن لائن تجارت دولت کے بڑے ذرائع بن چکے ہیں۔ جدید معاشی اصول بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ آمدنی کی منصفانہ تقسیم افراطِ زر کے منفی اثرات کو کم کرتی ہے۔ اسلامی ترقیاتی بینک (IsDB) کی حالیہ رپورٹس یہ ثابت کرتی ہیں کہ وہ ممالک جہاں "اسلامی سماجی مالیات بشمول زکوٰۃ و صدقات کو منظم کیا گیا ہے، وہاں معاشی استحکام کے امکانات زیادہ روشن ہیں۔ زکوٰۃ ایک "خودکار اسٹیبلائزر" کے طور پر کام کرتی ہے جو معاشی خوشحالی میں ضرورت سے زیادہ پھیلاؤ اور مندی میں شدید گراوٹ کو روکتی ہے۔[8] فقہ اسلامی کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ زکوٰۃ "مالِ نامی" (وہ مال جو بڑھنے کی صلاحیت رکھتا ہو) پر لازم ہوتی ہے۔ علامہ یوسف القرضاوی اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر جدید مالیاتی آلات مثلاً شیئرز، سرٹیفکیٹس، ڈیجیٹل کرنسی نصاب کی حد کو پہنچ جائیں اور ان پر ملکیتِ تامہ کی شرط پوری ہو، تو وہ شرعی طور پر

زکوٰۃ کے دائرے میں آتے ہیں۔ ان کا استدلال ہے کہ زکوٰۃ کی روح یہ ہے کہ ہر بڑھنے والے سرمایے میں سے غریب کا حق ادا کیا جائے۔[9]

زکوٰۃ، ٹیکس اور سماجی فلاحی نظام

زکوٰۃ کا نظام جدید سیکولر معیشت کے مروجہ ٹیکس اور "سوشل ویلفیئر" ماڈلز سے اپنی بنیاد اور اثرات کے لحاظ سے بالکل مختلف اور منفرد ہے۔ ٹیکس ایک ریاستی ضرورت ہے جو قانونی جبر کے تحت وصول کیا جاتا ہے، جبکہ زکوٰۃ ایک دینی فریضہ ہے جس کی بنیاد "ایمان" اور "رضاکارانہ اطاعت" پر ہے۔ ٹیکس سے بچنے کے لیے لوگ حیلے بہانے تلاش کرتے ہیں، جبکہ زکوٰۃ دینے والا اسے اپنا تزکیہ اور اخروی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ امام شاطبیؒ (متوفی 790ھ) نے اس فرق کی نشاندہی اپنے منفرد اسلوب "مقاصدِ شریعت" کے تحت کی ہے۔ وہ اپنی کتاب "الموافقات" میں واضح کرتے ہیں کہ شرعی تکالیف (بشمول زکوٰۃ) کا بنیادی مقصد محض مادی آمدن کا حصول نہیں بلکہ انسانی روح کی اصلاح اور فلاحِ عامہ ہے۔ ان کے نزدیک زکوٰۃ میں مصلحت یہ ہے کہ وہ انسان کو بخل سے پاک کر کے اسے معاشرے کے لیے نفع بخش بناتی ہے۔[10]

زکوٰۃ اور مغربی فلاحی نظام

مغربی ممالک کا فلاحی نظام بھاری ٹیکسوں پر مبنی ہے، جس کا بوجھ اکثر متوسط طبقے پر پڑتا ہے۔ اس کے برعکس زکوٰۃ کا نظام درج ذیل وجوہات کی بنا پر زیادہ مؤثر ہے۔ زکوٰۃ کا نظام ایمان پر مبنی ہونے کی وجہ سے کم سے کم انتظامی اخراجات (Administrative Costs) کے ساتھ نافذ کیا جا سکتا ہے۔ ٹیکس کی شرح حالات کے مطابق بدلتی رہتی ہے، جبکہ زکوٰۃ کی شرح (2.5٪) مستقل ہے، جو معاشی منصوبہ بندی میں تسلسل پیدا کرتی ہے۔ ٹیکس اکثر "پیداوار اور آمدنی" پر لگتا ہے جس سے کام کرنے کا حوصلہ کم ہو سکتا ہے، جبکہ زکوٰۃ "جمع شدہ سرمایے" پر لگتی ہے جس سے دولت کی گردش لازمی ہو جاتی ہے۔

اگر زکوٰۃ کے نظام کو شفافیت اور جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ ہم آہنگ کر دیا جائے، تو یہ ایک ایسا ماڈل بن سکتا ہے جو مغربی "سوشل سیفٹی نیٹ" سے کہیں زیادہ بہتر نتائج دے سکتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کے عمل کو ڈیجیٹلائز کیا جائے تاکہ صاحبِ ثروت افراد کا اعتماد بحال ہو اور وہ ریاست کے ذریعے اپنا مالِ زکوٰۃ مستحقین تک پہنچائیں۔[11]

معاصر ضروریات کے تناظر میں زکوٰۃ کا کردار

اسلامی نظامِ معیشت میں زکوٰۃ کا اصل ہدف کسی مستحق کو دائمی طور پر دوسروں کا دستِ نگر بنانا نہیں، بلکہ اسے معاشی طور پر خود کفیل بنانا ہے۔ عصرِ حاضر میں افراطِ زر کی وجہ سے روایتی راشن یا معمولی نقد رقم غریب کو غربت کی لکیر سے نکالنے میں ناکام رہی ہے۔ فقہاء کے نزدیک زکوٰۃ کا مقصد "اغناء" (غنی کر دینا) ہے۔ امام نوویؒ کے مطابق، اگر کوئی کاریگر ہے تو اسے زکوٰۃ کی مد سے اتنی رقم دی جائے کہ وہ اپنے ہنر کے آلات خرید کر مستقل روزگار حاصل کر لے۔[12]

دنیا کو جن معاشی و سماجی چیلنجز کا سامنا ہے، ان میں بڑھتی ہوئی غربت، بے روزگاری، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم، مہنگائی، اور سماجی عدم تحفظ نمایاں ہیں۔ ایسے حالات میں زکوٰۃ کا اسلامی نظام محض ایک مالی عبادت نہیں بلکہ ایک مؤثر معاشی و سماجی حکمتِ عملی کے طور پر سامنے آتا ہے۔ جدید معاشی مطالعات کے مطابق ترقی پذیر ممالک میں غربت کے اسباب صرف آمدن کی کمی تک محدود نہیں رہے بلکہ یہ سماجی و ادارہ جاتی کمزوریوں سے بھی جڑے ہوئے ہیں۔[13]

غربت کی نئی صورتیں اور زکوٰۃ کا جدید اطلاق

معاصر دور میں غربت کی تعریف کثیر الجہتی غربت کی صورت اختیار کر چکی ہے، جس میں تعلیم، صحت، رہائش اور سماجی تحفظ جیسے عناصر شامل ہیں اسی لیے فقہِ اسلامی کے ماہرین زکوٰۃ کے مصارف کی مقاصدی تشریح پر زور دیتے ہیں تاکہ زکوٰۃ کو بدلتی ہوئی سماجی ضروریات کے مطابق مؤثر بنایا جا سکے۔[14] جدید معاشی مسائل کا تقاضا ہے کہ زکوٰۃ کو پائیدار روزگار کے لیے استعمال کیا جائے۔ یعنی مستحق کو براہِ راست رقم دینے کے بجائے اسے پیداواری اثاثے (مثلاً سلائی مشین، رکشہ، یا چھوٹا کاروبار) فراہم کیے جائیں۔ عصرِ حاضر کے ممتاز عالم ڈاکٹر یوسف القرضاوی لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ کے ذریعے انفرادی اور اجتماعی سطح پر ایسے منصوبے شروع کیے جا سکتے ہیں جو غریب طبقے کو مستقل آمدن فراہم کریں۔[15]

تعلیم اور ہنر مندی

جدید معاشی نظریات کے مطابق انسانی سرمایہ (Human Capital) معاشی ترقی کی بنیاد ہے، اور تعلیم سے محرومی غربت کے تسلسل کا سب سے بڑا سبب ہے۔ زکوٰۃ کے فنڈز کو فنی تعلیم، پیشہ ورانہ تربیت اور مہارت کی ترقی کے لیے استعمال کرنا نہ صرف فقہی طور پر جائز ہے بلکہ غربت کے پائیدار خاتمے کے لیے ناگزیر بھی ہے۔ آج کے دور میں غربت محض خوراک کی کمی نہیں، بلکہ تعلیم، صحت اور مہارت کی کمی کا نام بھی ہے۔ لہٰذا زکوٰۃ کے مصارف کو ان جدید ضرورتوں کے مطابق ڈھالنا مقاصدِ شریعت کے عین مطابق ہے۔ زکوٰۃ کے فنڈز کو

پیشہ ورانہ تربیت کے لیے استعمال کرنا "حفظِ عقل" اور "حفظِ نسل" کے زمرے میں آتا ہے تاکہ نوجوان نسل معاشی بوجھ بننے کے بجائے اثاثہ بنے۔[16]

بلاک چین اور آرٹیفیشل انٹیلیجنس(AI)

معاصر ضرورت یہ ہے کہ زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کو جدید ٹیکنالوجی سے لیس کیا جائے تاکہ شفافیت کو یقینی بنایا جاسکے۔ بلاک چین اور آرٹیفیشل انٹیلیجنس کے ذریعے زکوٰۃ کے ڈیٹا بیس کو منظم کرنا تاکہ مستحقین کی درست نشاندہی ہو سکے اور دولت کی منصفانہ تقسیم ممکن ہو۔ ڈیجیٹل ادائیگی، آن لائن زکوٰۃ پورٹلز، موبائل ایپس اور ڈیجیٹل رسیدوں کے ذریعے زکوٰۃ کی وصولی میں سہولت، انسانی غلطی میں کمی، بدعنوانی کے امکانات کا سدباب، حقیقی وقت میں نگرانی ممکن ہو جاتی ہے۔[17]

آرٹیفیشل انٹیلیجنس(AI)

بلاک چین ایک ایسی ٹیکنالوجی ہے جو ناقابلِ تبدیلی اور شفاف ریکارڈ فراہم کرتی ہے۔ زکوٰۃ کے نظام میں بلاک چین کے استعمال سے ہر عطیہ دہندہ اپنی زکوٰۃ کی مکمل ٹریکنگ کر سکتا ہے رقوم کے غلط استعمال کا امکان ختم ہو جاتا ہے عوام کا اعتماد بحال ہوتا ہے یہ اسلامی اصول امانت اور دیانت کے عین مطابق ہے۔[18] اے آئی کی مدد سے زکوٰۃ کے مستحقین کا ڈیٹا بیس تیار کیا جا سکتا ہے، جس میں غربت کی شدت، خاندانی آمدن، طبی و تعلیمی ضروریات، علاقائی محرومی جیسے عوامل شامل ہوں۔ اس سے درست نشاندہی ممکن ہوتی ہے اور زکوٰۃ واقعی حقدار تک پہنچتی ہے۔[19] معاصر دور میں زکوٰۃ کی تقسیم کا ایک بڑا مسئلہ جعلی مستحقین ہیں۔ ڈیجیٹل شناختی نظام جیسے ڈیٹا بیس (کے ذریعے دہرا فائدہ اٹھانے کا خاتمہ حقیقی مستحقین کی تصدیق شفاف تقسیم ممکن ہو جاتی ہے۔ یہ طریقہ فقہی اصول سدّ الذرائع اور تحقیقِ استحقاق سے ہم آہنگ ہے۔[20]

ڈیٹا اینالیٹکس اور پالیسی سازی

زکوٰۃ کے ڈیٹا کو اگر جدید Data Analytics سے گزارا جائے تو غربت کے رجحانات، مخصوص علاقوں کی ضروریات، تعلیم و صحت کے مسائل واضح ہو جاتے ہیں، جس کی بنیاد پر قومی زکوٰۃ پالیسی تشکیل دی جا سکتی ہے۔ یہ عمل زکوٰۃ کو وقتی امداد سے نکال کر پائیدار ترقی (Sustainable Development) کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔[21]

شریعت کمپلائنس اور ڈیجیٹل نگرانی

ڈیجیٹل نظام کے ساتھ ساتھ شرعی نگرانی ناگزیر ہے۔ AI اور FinTech سسٹمز میں، شرعی بورڈ کی نگرانی، خودکار شریعت فلٹرز، فقہی اصولوں کی پابندی کو یقینی بنانا لازم ہے، تاکہ ٹیکنالوجی مقاصدِ شریعت کے تابع رہے، نہ کہ ان پر حاوی۔[22]

خلاصہ کلام

اس تحقیقی مطالعہ کا لب لباب یہ ہے کہ زکوٰۃ کا اسلامی نظام عصرِ حاضر کے سرمایہ دارانہ نظام کے پیدا کردہ معاشی عدم توازن کا ایک جامع اور فطری حل پیش کرتا ہے۔ اگرچہ پاکستان سمیت کئی مسلم ممالک میں زکوٰۃ کا سرکاری ڈھانچہ موجود ہے، تاہم اسے دورِ جدید کے تقاضوں، یعنی "فن ٹیک (FinTech) "اور شفاف انتظامی اصلاحات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی ضرورت ہے۔ مقالہ اس تجویز پر ختم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کو محض "بقا کی امداد (Survival Aid) "کے بجائے "ترقیاتی سرمایہ (Development Capital) "کے طور پر دیکھا جائے۔ جب زکوٰۃ کے فنڈز کو تعلیم، فنی تربیت اور چھوٹے پیمانے کے کاروبار (Micro-enterprises) کے لیے وقف کیا جائے گا، تو یہ اقوامِ متحدہ کے پائیدار ترقیاتی اہداف (SDGs) بالخصوص غربت کے خاتمے اور بھوک کی مٹانے میں انقلابی کردار ادا کر سکے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومتی سطح پر ایسی پالیسیاں وضع کی جائیں جو زکوٰۃ کے نظام کو جدید مالیاتی نظام کے ساتھ مربوط کر کے اسے ایک خودکار معاشی اسٹیبلائزر میں تبدیل کر دیں۔

نتائج

مقالے میں پیش کی گئی ابحاث اور تجزیاتی مطالعہ سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1. زکوٰۃ محض ایک انفرادی صدقہ نہیں ہے، بلکہ اسلامی نظامِ معیشت میں دولت کی گردش (Circulation of Wealth) کو برقرار رکھنے کا ایک فعال ذریعہ ہے۔ یہ منجمد سرمایے کو مارکیٹ میں لانے پر مجبور کرتی ہے، جس سے طلب (Demand) بڑھتی ہے اور معاشی پہیہ حرکت میں رہتا ہے۔
2. روایتی راشن یا معمولی نقد رقم کے بجائے زکوٰۃ کو "تملیکِ پیداواری (Productive Assets) "کے لیے استعمال کرنا (مثلاً ہنر مندی، آلات کی فراہمی) مستحق کو مستقل طور پر غربت کی لکیر سے نکالنے کا واحد پائیدار راستہ ہے۔
3. دورِ حاضر میں دولت کی صورتیں بدل چکی ہیں۔ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ اسٹاک مارکیٹ، ڈیجیٹل اثاثے اور کرپٹو کرنسی جیسے جدید مالیاتی آلات پر زکوٰۃ کا نفاذ نہ صرف شرعی ضرورت ہے بلکہ معاصر معاشی توازن کے لیے بھی ناگزیر ہے۔

4. زکوٰۃ کے نظام میں بلاک چین (Blockchain) اور مصنوعی ذہانت (AI) کا استعمال وصولی اور تقسیم کے عمل میں انسانی مداخلت کو کم کر کے شفافیت اور عوامی اعتماد کو بحال کر سکتا ہے۔
5. زکوٰۃ انفرادی طور پر دینے سے سماجی مسائل کا حل تو ممکن ہے، لیکن معاشی انقلاب کے لیے اس کا ایک منظم ادارہ جاتی اور ریاستی فریم ورک کے تحت ہونا ضروری ہے، جیسا کہ عہدِ نبوی ﷺ اور خلافتِ راشدہ میں "بیت المال" کی صورت میں موجود تھا۔

حوالہ جات

---

[1] القرآن، البقرہ: 43:2

Al-Qur'ān, Al-Baqarah 2:43

[2] القرآن، الحشر، 7:59

Al-Qur'ān, Al-Ḥashr 59:7.

[3] ابو عبید، قاسم بن سلام، کتاب الاموال، مترجم: مفتی عبدالرحمٰن منصور، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 1986ء)، ص ص: 501-505

Abū 'Ubayd, Qāsim bin Sallām, Kitāb al-Amwāl, Trans. Muftī 'Abdur Raḥmān Manṣūr, (Lahore: Maktabah Raḥmāniyah, 1986), PP. 501-505.

[4] القرآن، التوبہ، 169:9

Al-Qur'ān, Al-Tawbah 9:169.

[5] محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح (صحیح بخاری)، کتاب الزکوٰۃ، (بیروت: دار الطوق النجاۃ)، حدیث نمبر: 1395

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Zakāt, (Beirut: Dār al-Ṭawq al-Najāh, n.d.), Hadith No. 1395.

[6]Chapra, M. Umer, Islam and the Economic Challenge, (Leicester: The Islamic Foundation, 1992), PP. 214–221.

[7] تقی الدین احمد ابن تیمیہ، السیاسۃ الشرعیہ فی اصلاح الراعی والرعیہ، (بیروت: دار الجیل/اردو ترجمہ: سیاستِ شرعیہ)، ص: 158۔

Ibn Taymiyyah, Taqī al-Dīn Aḥmad, Al-Siyāsah al-Shar'iyyah fī Iṣlāḥ al-Rā'ī wa al-Ra'iyyah, (Beirut: Dār al-Jīl, 1998), P. 158.

[8]اسلامی ترقیاتی بینک (IsDB)، اسلامک سوشل فنانس رپورٹ 2022، (جدہ: اسلامک ڈویلپمنٹ بینک انسٹی ٹیوٹ، 2022ء)۔

IsDB, Islamic Social Finance Report 2022, (Jeddah: Islamic Development Bank Institute, 2022).

[9]ڈاکٹر یوسف القرضاوی، فقہ الزکوۃ، (بیروت: موسسۃ الرسالہ/اردو ترجمہ دستیاب)، جلد 1، ص: 365۔

Al-Qaraḍāwī, Yūsuf, Fiqh al-Zakāt, (Beirut: Mu'assasah al-Risālah, 2002), Vol. 1, P. 365.

[10] ابو اسحاق ابراہیم الشاطبی، الموافقات فی اصول الشریعہ، تحقیق: مشہود بن حسن آل سلمان، (بیروت: دار ابن عفان/اردو ترجمہ دستیاب)، جلد 2، ص: 21

Al-Shāṭibī, Abū Isḥāq Ibrāhīm, Al-Muwāfaqāt fī Uṣūl al-Sharī'ah, Ed. Mashhūd bin Ḥasan Āl-Salmān, (Beirut: Dār Ibn 'Affān, 1997), Vol. 2, P. 21.

[11]سید ابوالاعلیٰ مودودی، معاشیاتِ اسلام، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، 2010ء)، ص ص: 155-160۔

Sayyid Abū al-A'lā Mawdūdī, Ma'āshiyāt-e-Islām, (Lahore: Islamic Publications, 2010), PP. 155-160.

[12] یحییٰ بن شرف نووی، المجموع شرح المہذب، (بیروت: دار الفکر، 1997ء)، جلد 6، ص: 193۔

Yaḥyā bin Sharaf al-Nawawī, Al-Majmū' Sharḥ al-Muhadhdhab, (Beirut: Dār al-Fikr, 1997), Vol. 6, P. 193.

[13]Chapra, M. Umer, Islam and the Economic Challenge, (Leicester: The Islamic Foundation and The International Institute of Islamic Thought, 1992), P. 214

[14] یوسف القرضاوی، فقہ الزکوۃ، جلد 1، ص 487–495

Al-Qaraḍāwī, Yūsuf, Fiqh al-Zakāt, Vol. 1, PP. 487–495.

[15] یوسف القرضاوی، فقہ الزکوۃ، جلد 2، ص 635

Al-Qaraḍāwī, Yūsuf, Fiqh al-Zakāt, Vol. 2, P. 635.

[16] ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظامِ زکوۃ اور جدید معاشی مسائل، (اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، 2005ء)، ص: 42

Dr. Muḥammad Najātullāh Siddīqī, Islām kā Niẓām-e-Zakāt aur Jadīd Ma'āshī Masā'il, (Islamabad: Institute of Policy Studies, 2005), P. 42.

[17] Monzer Kahf, Islamic Finance: Principles and Practice, (Jeddah: Islamic Research and Training Institute (IRTI), 2016), P. 221.

[18] Hossein Askari et al., Islamic Finance and Blockchain Technology, (London: Palgrave Macmillan, 2020), P. 143.

[19] Mohammed Obaidullah, FinTech in Islamic Finance, (London: Routledge, 2021), P. 198.

[20] Tariqullah Khan, Institutional Framework of Zakat, (Jeddah: Islamic Development Bank, 2019), P. 87.

[21] Abdelrahman Yousri, Zakat and Sustainable Development, (London: Edward Elgar Publishing, 2022), P. 164.

[22] محمد تقی عثمانی، معاصر مالیاتی مسائل اور ان کا شرعی حل (انگریزی عنوان: Fatawa on Contemporary Financial Issues) (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2020ء)، ص: 312۔

Muḥammad Taqī 'Uthmānī, Fatawa on Contemporary Financial Issues, (Karachi: Maktabah Ma'ārif al-Qur'ān, 2020), P. 312.